



JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 15, Issue: 01, October –December 2021

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

اصلاح احوال اور مسائل جدیدہ کے حل میں مفتی محمد نور اللہ نعیمی اور فتاویٰ نوریہ کا کردار

**An analysis of the reformatory efforts of Mufti Noorullah Naeemi
through his innovative solutions of modern issues in Fatawa Nooria**

*Hafiz Moaz Ahmad**
Ph.D Scholar, Faculty of Arabic & Islamic Studies, AIOU, Islamabad.

*Prof. Dr. Ghulam Yusuf**
Chairman, Department of Sharia, AIOU, Islamabad.

Abstract

Mufti Muhammad Noorullah Naeemi was a devout and pious man and held a high position of devotion, trust and piety. He was free from greed and worldly love. Truthfulness, rejection of static imitation and hatred for a sectarianism were his salient features. He understood the changes of the times with God-given religious insight and then guided the contemporaries in the right direction on modern issues. He had a keen eye on jurisprudential details. The inference of the rules was of the path of moderation and caution. He would find a way to ease the problems for the people, but his own action would be based on higher standards of piety. He pointed out the mistakes of the great scholars and corrected them. Fatawa Nooria is a telling proof of his breadth of knowledge and offers religious insights and power of reasoning of the scholar. Some of his fatwas, based on dozens of scholarly resources, meet high research standards. Playing the role of a great mujtahid, he accepted the challenge of the times, and presented the solution of modern problems in the light of the Holy Quran, Sunnah and the sayings of Imams and jurists. He not only took a stand on some of issues mentioned by the forefathers, but also took a stand on the solution of modern issues. In his fatawa, he upheld the highest standard of research. However, when he was asked about any question that he could not adequately answer, he was not reluctant to admit his inability to issue fatwa.



Keywords: fatawa Nooria, Mufti Noor ullah Naeemi, Modern Issues, Reformative Efforts.

آغاز سخن

بنی نوع انسان کی ہدایت و راہنمائی کے لئے، رب کائنات نے انبیاء و رسل کا سلسلہ جاری فرمایا جو ہمارے نبی محمد ﷺ پر اختتام پذیر ہوا۔ پھر حکم ہوا: "وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"¹ ضرورت میں ایک ایسی جماعت ہونا چاہیے جو نیکی کی طرف بلایا کرے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور برائی سے منع کیا کرے اور بچی لوگ کامیاب ہیں۔

چنانچہ اس فریضہ خداوندی کی تکمیل کے لئے، دینِ قیم کی اشاعت و تبلیغ کے لئے، اس عالم گیر پیغام کو کونے کونے تک پہنچانے کے لئے، کفر و ضلالت کے گھاٹوں پر اندھیروں میں بھٹکتی انسانیت کو نور اسلام کے اجالے میں لانے کے لئے، اہل اسلام کے مکدر دلوں سے غفلت کا پردہ ہٹانے کے لئے، عمل کی سستی دور کرنے اور خوابِ غفلت سے جگانے کے لئے، خارجی و اجنبی گمراہ کن تاثرات و تحریکات سے دل و دماغ کو محفوظ بنانے کے لئے اور غیر مسلم اقوام تک پیغامِ رشد و ہدایت پہنچانے کے لئے، ہر دور میں اللہ پاک امتِ مصطفیٰ میں ایسے افراد پیدا فرماتا رہا ہے جن کا ظاہر و باطن سیرت و کردار اور علم و عمل نبی اکرم ﷺ کا کامل نمونہ تھا بلاشبہ حضرت علامہ مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمۃ، اسلاف کا ملین کا عکس تمام اور رسول اولین و آخرین کی سیرت و کردار کا مظہر کامل تھے۔

آپ ولایت و وراثتِ محمدیہ کے جلووں سے مستنیر اسی پاکیزہ گروہ سے اپنے وقت کے فردِ وحید اور درویشِ کیتا تھے جو "احب الاعمال الی اللہ اذومہا وان قل" ² پر مستقیم "وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ"³ اور "أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ"⁴ نیز "وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ"⁵ جیسی عظیم و لازوال عظمتوں اور اخلاقِ حمیدہ سے متعلق و متزین پھر "ينظر بنور الله"⁶ فراست کے مالک تھے۔

فقیہ کی تعریف اور اس کا مصداق

اہل اصول کی اصطلاح میں فقہ احکام شرعیہ و فرعیہ کے اس علم کو کہتے ہیں جو دلائل تفصیلیہ سے مستنبط ہو⁷، اس علم کے ماہر کو فقیہ کہتے ہیں۔ مگر اہل حقیقت کے ہاں فقیہ وہ ہوتا ہے جو علم و عمل کا جامع ہو۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: "انما الفقیہ الزاہد فی الدنیا الراغب فی الآخرة البصیر بدینہ المداوم علی عبادۃ ربہ الورع والکاف عن اعراض المسلمین العفیف عن اموالہم الناصح لجماعتہ"⁸ فقیہ دنیا میں زاہد، آخرت میں راغب، دین کا دیدہ ور، مستقل عبادت گزار، متقی، مسلمانوں کی عزتوں کا محافظ، لوگوں کے مال سے بچنے والا اور لوگوں کو نصیحت کرنے والا ہوتا ہے۔

بلاشبہ وریب ابوالخیر نعیمی علیہ الرحمۃ اپنے قول و فعل اور کردار و عمل میں اس تعریف کے مصداق تھے۔ آپ کو متعدد علماء و مشائخ بالخصوص استاذ گرامی سید ابوالبرکات قادری علیہ الرحمۃ نے فقیہِ زمان، محدثِ دوران، فقیہ العصر، مفتی اعظم فقیہ اعظم اور فقیہ النفس

کے القاب سے ممتاز فرمایا۔ آپ واقعی مذکور تعریف میں بیان شدہ اوصاف کے جامع تھے۔ آپ کی زندگی کے شب و روز کے معمولات اس پر شاہد عادل ہیں کہ آپ کی ذات میں دنیا سے دوری، آخرت میں رغبت اور عبادت کا ذوق نمایاں تھا۔

زہد و عبادت

صوفی علی محمد نوری⁹ لکھتے ہیں کہ تعلیمی زندگی کے آٹھ سالہ دور میں ایک مرتبہ بھی آپ کو بغیر جماعت کے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ دائیں پہلو میں اکثر آپ کو درد ہو جاتا، جس وجہ سے آپ میں کھڑے ہونے کی سکت نہ رہتی۔ تو مجھے فرماتے: صوفی صاحب! "تو نے عشاء کی نماز میرے ساتھ پڑھنی ہے۔" چنانچہ کچھلی رات تشریف لاتے اور مجھے ساتھ ملا کر جماعت کراتے۔ حالت مرض میں آپ کے اتباع سنت کے اہتمام کو دیکھتے تو نبی پاک ﷺ کی علالت میں اہتمام نماز کا نقشہ سامنے آ جاتا۔¹⁰ جب تک طاقت رہی کھڑے ہو کر ہی نماز ادا فرماتے رہے۔ جب کمزوری غالب آگئی تو خادم یا کسی دیوار کے سہارے نماز میں قیام کرتے۔

نوافل سے محبت آپ کو سن شعور سے ہی نصیب ہو چکی تھی۔ تہجد کا التزام، اشراق و چاشت کی چاہت، سفر و حضر میں آمد و رفت پر نفل، نذر کی تکمیل پر نفل، شکرانے کے نفل، فرحت و غم میں رجوع الی اللہ کی صورت میں نفل، منازل جسمانی و روحانی کی تکمیل پر نفل بالخصوص نماز تہجد سے تو آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔

جب بھی مسجد میں تشریف لے جاتے اگر نماز کا وقت ہوتا تو سنت ادا کرتے وقت ساتھ ہی تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو کی نیت فرما لیتے ورنہ تحیۃ المسجد ضرور ادا کرتے، اگر نوافل کا وقت نہ ہوتا تو ہر گز نہ بیٹھتے کھڑے رہتے۔ کامل وقت داخل ہوتا تو تحیۃ المسجد ادا کر کے بیٹھتے۔ مئی 1962ء میں غیر متوقع طور پر اچانک حاضری حرمین طیبین کا بلاوا آیا تو شدید مصروفیات کی وجہ سے روانگی کے وقت مسجد میں نوافل کی ادائیگی کا یاد نہ رہا چنانچہ کراچی پہنچ کر خط لکھا: "میں آتی مرتبہ بھول گیا، مسجد میں دو گانہ پڑھنا رہ گیا میری طرف سے ابوالفضل اور محمد ظہور اللہ (دونوں بیٹے) دو دو رکعت مسجد میں ادا کر کے میرے لئے دعا کر دیں۔"¹¹

تقویٰ

تقویٰ پر عمل عام آدمی کے لئے دو دھاری تلوار پر چلنے کے مترادف ہے مگر جس کے لئے اللہ پاک آسان فرمادے۔ اعلیٰ مراتب و منازل کے لئے تقویٰ بھی اعلیٰ درجے کا درکار ہوتا ہے۔ حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ کس قدر محتاط زندگی گزارتے تھے۔ ذیل میں چند باتیں اس کی وضاحت کے لئے ملاحظہ ہوں۔ 1965ء کی بات ہے کہ حضرت نعیمی علیہ الرحمۃ سفر حرمین میں مرزا محمد ایوب کے ہاں ٹھہرے جو جدہ میں پاکستانی سفارت خانہ میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ رات آرام کے لئے چھت پر بستر لگا دیا۔ آپ کو پیاس لگی، پانی کی صراحی موجود تھی مگر نہ پیارات بارہ بجے جب صاحب خانہ تشریف لائے تو اجازت لے کر پانی نوش فرمایا۔¹²

1972ء کے حج میں آپ کے ساتھ آپ کے شاگرد اور مرید مولانا محمد منشاء تائبش قصوری¹³ شامل تھے۔ آپ نے انہیں ایک دن مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اپنی ڈاک لانے کے لئے بھیجا جو ان کے پتہ پر آتی تھی۔ ڈاک لانے گئے تو مولانا اپنی مسند

پر موجود نہ تھے، بغیر اجازت لے آئے۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ بغیر اجازت ڈاک لایا ہوں تو آپ نے خطوط پڑھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: اس شرط پر پڑھتا ہوں کہ تمہیں ان کے ہاں جا کر غلطی کا اعتراف کر کے معافی طلب کرنا ہوگی۔ عصر کے بعد حاضر ہو کر سارا معاملہ عرض کیا اور معافی طلب کی تو مولانا ضیاء الدین نے فرمایا: "بھئی! کیا ہوا۔ اس میں کون سی غلطی ہے، آپ نے اچھا کیا، وقت پر خطوط پہنچائے، مگر دیکھئے کہ تمہارے استاذ کتنے بڑے متقی ہیں، جہاں معمولی سی مشتبہ بات دیکھی اپنا ردِ عمل ظاہر فرمادیا۔۔۔" ¹⁴

حضرت فقیہ اعظم اپنے چند تلامذہ کے ساتھ ٹرین میں لاہور سے بصیر پور کا سفر کر رہے تھے۔ اسی ٹرین میں حضرت خواجہ میاں علی محمد خاں صاحب ¹⁵ بی شریف والے سوار ہوئے۔ ملاقات ہوئی تو میاں صاحب نے مٹھائی اور فروٹ کی صورت میں کچھ ہدایا پیش کئے جن میں طلباء کو بھی شامل کیا۔ آپ خود اور دیگر ساتھی بصیر پور اسٹیشن اتر گئے، ایک ساتھی خواجہ غلام حسین سیدی صاحب ¹⁶ نے حویلی وساوے والا جانا تھا، وہ نہ اترے۔ مدرسہ پہنچ کر آپ نے وہ ہدایا اپنے ہم سفر طلباء میں تقسیم فرمادیے کچھ گھر استعمال کر لئے۔ دوسرے یا تیسرے دن حضرت کا انہیں خط ملا، لکھا تھا: "خواجہ صاحب! آپ نے شرم و حیا کی حد کر دی اور ہمارا نقصان کر دیا۔۔۔ حضرت میاں صاحب نے جو تحائف دیئے تھے اس میں آپ بھی شامل تھے۔ لیکن آپ نے مطالبہ نہ کیا اور ہمیں یاد نہ رہا، ہمیں ذہول و سہو ہو گیا ہم نے وہ استعمال کر لئے، اس کی شامت یہ پڑی کہ ہماری نماز تہجد قضا ہو گئی، لہذا فوراً بصیر پور آؤ، آپ کا جو حق بنتا ہے اس کی قیمت ہم سے وصول کر لو۔" ¹⁷

دارالعلوم کے بصیر پور منتقل ہونے کے ابتدائی ایام میں، رمضان المبارک کی افطاری کے لئے ایک تھانیدار نے چینی بھجی، شربت بنایا گیا۔ آپ نے پوچھا چینی کہاں سے آئی ہے؟ (ان دنوں چینی نایاب تھی ڈپو سے ملتی تھی) بتایا گیا کہ تھانیدار نے بھجی ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے لئے مباح ہے، مگر میں پیوں گا، کیونکہ تھانیداروں کی روزی مشکوک ہوتی ہے۔ فرید پور جاگیر میں طلباء کے لئے کسی گھر سے پکا ہوا گوشت آیا، تقسیم کر دیا گیا بھوک لگی ہے کھانا ہی چاہتے تھے کہ کسی نے آکر بتایا کہ یہ گوشت چوری شدہ گائے کا ہے۔ آپ نے فوراً اسے ضائع کرنے کا حکم دے دیا۔ ¹⁸

دینی بصیرت

حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ کو اللہ پاک نے کس دینی بصیرت سے نوازا تھا اس کا اندازہ فتاویٰ نوریہ کے قاری کو دورانِ مطالعہ خود بخود ہوتا چلا جاتا ہے۔

مثلاً: زخیوں کے لئے خون کے استعمال پر فتویٰ آپ نے صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب ¹⁹ کے استفتاء پر لکھا تھا۔ انہوں نے چند مزید مسائل جدیدہ پر تحقیق کے بارے لکھا تو آپ نے جوابی مکتوب میں تحریر فرمایا: "۔۔۔ حضرت کا حسن ظن ہے، میں کیا اور میری صلاحیت کیا ہے۔۔۔ اصل مصیبت اپنوں کا انتشار اور تقلید بے جا ہے۔ اقوال مشائخ کو کتاب و سنت کا درجہ دیا جا رہا ہے۔۔۔ طرفہ یہ کہ ضرورت وقت اور تغیر زمانی کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ مشائخ کرام نے بڑا لحاظ فرمایا ہے۔۔۔ اندریں حالات ہمارا خدا حافظ ہے۔"

آپ خود ہی خیال فرمائیں کہ لاؤڈ سپیکر مفسدِ نماز ہے۔ چلتی گاڑی میں نماز ناجائز، ریڈیو کا اعلان غیر معتبر، ٹیلیفون ناقابلِ اعتماد، ضرورتِ شدیدہ کے وقت جان بلب غازی کو خون دینا حرام وغیرہ وغیرہ مسائل و فتاویٰ ہیں جو علماء عظام صادر فرما رہے ہیں اور کثرتِ محض تقلید پر ہے... ہم قرآن پاک اور حدیث پاک کے نصوص پیش کریں تو کوئی اعتبار نہیں²⁰، بلکہ الٹی دشمنی بن جاتی ہے۔ ورنہ میرا ایمان اور حقیقت ہے کہ ہمارا دین حرج سے پاک ہے اور حل مشکلات کے وقت ٹھوس حل مل سکتا ہے...²¹

دنیاوی مال سے اعراض و استغناء

استغناء اور دنیوی مال سے بے رغبتی آپ کی ذات میں نمایاں اوصاف تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ استغناء و توکل آپ کی زینت تھے۔ ہمیشہ جلبِ زر اور طلبِ دنیا سے پہلو تہی کی۔ یہ استغناء کی ایک معمولی سی جھلک ہے۔ آپ نے کبھی لوگوں کی جیبوں پر نظر نہیں رکھی اور نہ ہی ان سے کبھی مال و زر کا مطالبہ کیا، بلکہ اپنے تلامذہ و مریدین سے بھی اس کا تقاضا کبھی نہ کیا۔ اپنی ذات کو دی جانے والی رقوم و ہدایا سے بھی حسبِ ضرورت لیتے اور باقی رقم دارالعلوم پر خرچ کر دیتے۔

ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید حاجی محمد اسحاق صاحب نے پاکپتن میں ایک ہزار روپے (تب یہ خاصی بڑی رقم تھی) حضرت صاحب کو ان کی ذات کے لئے دیئے۔ چند دنوں بعد آٹھ سو روپے کی رسید لاہور کے ایڈریس پر حاجی صاحب کو بھیج دی۔ یعنی دو سو روپے اپنی ضرورت کے لئے رکھ لئے باقی آٹھ سو (800) مدرسہ کے فنڈز میں جمع کرا دیئے۔²² آپ نے ساری زندگی فتویٰ نویسی کے فرائضِ اُلّیت اور خدمتِ خلق کے لئے انجام دیئے۔ اس کام کو آپ نے کبھی بھی جلبِ زر اور طلبِ دنیا کا ذریعہ نہ بنایا۔ تعلیم و تدریس اور جملہ انتظامی امور مدرسہ کی شدید مصروفیات کے باوجود خدمتِ دین متین کی خاطر یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔

فقہی جزئیات پر نظر

حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ کی علمِ فقہ میں فقہی جزئیات پر گہری نظر تھی۔ فتاویٰ نور یہ اس پر شاہدِ عادل ہے۔ یہاں ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ ایک سفر حج میں عرفات سے واپسی مزدلفہ میں نمازِ مغرب و عشاء ادا کرنے کے بعد نہایت ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ آپ نے احرام کی چادر سے اپنے سر کو مضبوطی سے باندھ لیا حالانکہ حالتِ احرام میں سرنگار کھنا ضروری ہے۔ ساتھیوں نے عرض کیا یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا: فقہائے کرام نے مجبوری کے پیشِ نظر یہ گنجائش بیان کی ہے کہ جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو سر ڈھانپنے کی صورت میں دم لازم نہیں ہوگا۔ اس صورت میں سر ڈھانپنے کا صدقہ دو کلو گندم کی ادائیگی تھا مگر آپ نے اپنے تقویٰ کی بنیاد پر بیس سیر گندم صدقہ فرمادی۔²³

احکام میں اعتدال و خیر خواہی

حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ استنباطِ مسائل میں اعتدال و احتیاط کی راہ پر گامزن رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ رسولِ مقبول ﷺ کی امت کو تنگی میں نہیں ڈالنا چاہیے۔ جس امر میں مباح کی کوئی صورت پیدا ہو سکتی ہو اسے حرام کہہ کر مسلمانوں کو دین سے متنفر نہیں

کرنا چاہیے۔ فقہی جزیئہ کے مطابق کاغذ کو ناپاکی میں استعمال کرنا مکروہ کہا گیا ہے، اس لئے ٹشو پیپر کے استعمال کو بعض علماء نے مکروہ قرار دیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ٹشو پیپر کا رواج عام نہیں ہوا تھا۔ جب آپ سے اس کے استعمال کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے لا کر دکھاؤ۔ دیکھنے کے بعد پوچھا کہ کس مقصد کے لئے بنا ہے۔ لکھ کر دیکھا تو اس پر قلم کی سیاہی پھیل گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ ایک تو یہ طہارت کے لئے بنایا گیا ہے دوسرا یہ کہ یہ لکھنے کے استعمال میں نہیں آتا لہذا فقہی کلیے کا اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ اچھی چیز ہے مجھے بھی لا کر دیں۔²⁴

گھڑی میں دھات کا چین استعمال کرنے پر آپ کا فتویٰ جواز کا ہے²⁵ مگر اپنے تقویٰ و ورع کی بنا پر ایسا چین خود کم پہننے، بلکہ زیادہ تر چڑے یار یکسین وغیرہ کا چین استعمال کرتے۔ یعنی اپنا عمل احتیاط پر مبنی تھا۔ اسی طرح ایام حج میں احرام کی حالت میں اپنے گھر کی مستورات کے لئے خصوصی پردے کا انتظام کیا جاتا۔ جس سے کپڑا چہرے کو نہ مس کرے اور پردہ بھی برقرار رہے مگر عمومی فتویٰ پردے کے بارے میں یہی کہ عورتوں کے لئے احرام میں پردہ لازم نہیں۔ کیونکہ اس میں مشقت بڑھ جاتی ہے۔ آپ کے ایک شاگرد و مرید نے مکتوب میں سوال کیا کہ نماز فجر کی جماعت کا مستحب وقت کیا ہے؟ تو آپ نے جواب میں لکھا: "... واقعی نماز صبح میں اسفار مسنون اور بہتر ہے مگر اول وقت پڑھنا بھی جائز ہے۔۔۔ اس مسئلہ میں جھگڑا نہیں کرنا چاہیے..."²⁶

تسامحت پر اصلاح

اہل سنت کے ممتاز عالم دین حضرت شاہ محمد عارف اللہ قادری (م 1979ء)²⁷ کی زیر ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ "سالک" کے شمارہ دسمبر 1961ء میں، نصاریٰ کی مدد سے تعمیر مسجد کے جواز پر، اہل سنت کے معروف مفتی سید مسعود علی شاہ قادری (م 1993ء)²⁸ کا فتویٰ شائع ہوا، حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ کی نظر سے گزر ا تو آپ نے مفتی صاحب کو لکھا: "اس میں حضرت کا ارشاد ہے: نصاریٰ وغیرہ بھی ہماری مسجد وغیرہ پر خرچ کرنے کو قربت اور نیک کام سمجھتے ہیں تو ان کی امداد سے مسجد تعمیر کرنا جائز و درست ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔"

محض نیاز مندانہ حیثیت سے معروض کہ فقیر کی نظر قاصر میں یہ فتویٰ نظر ثانی کا محتاج ہے۔ مزید لکھتے ہیں: "... یہ بھی واضح کہ مسجد قدس (بیت المقدس جو ان کی خصوصی ملی مسجد بحیثیت قبلہ ہے) کے وقف پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہنا کہ دوسری مساجد پر خرچ کرنا یا وقف کرنا بھی ان کے نزدیک قربت اور نیک کام ہے، قیاس مع الفارق ہے۔"²⁹

پھر اس کے بعد فقہ کی پانچ کتب معتبرہ کے حوالہ و متون نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "ثابت ہوا کہ نصاریٰ ہر ایک مسجد پر خرچ کرنے کو قربت اور نیک کام نہیں سمجھتے تو ان کی اس امداد سے تعمیر مسجد بلا مضائقہ کیونکہ درست ہوگی؟ پھر اس نازک دور میں (جبکہ عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں اور تبلیغی سرگرمیاں نقطہ ارتقاء پر پہنچ چکی ہیں) عوام اہل اسلام کو یہ کہنا کہ عیسائی ہماری مسجدوں پر خرچ کرنے کو قربت اور نیک کام سمجھتے ہیں عوام کے

لئے کسی غلط فہمی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کمپنی والے نصاریٰ³⁰ اپنے مسلم ملازمین سے کئے گئے معاہدہ کی بنا پر ان کی ضروریات کے لئے روپیہ ان کے ملک کر دیں تو وہ مسلمان اپنے ارادہ و اختیار سے اپنا روپیہ جانتے ہوئے تعمیر مسجد پر خرچ کریں جیسے کہ فقیر مال زکوٰۃ کا مالک بننے کے بعد تعمیر مسجد میں خرچ کر سکتا ہے.....³¹۔

ماہ نامہ "ماہ طیبہ" سیالکوٹ میں طلاق کا ایک مسئلہ شائع ہوا۔ حضرت نے غلطی کی نشاندہی کرتے ہوئے مدیر ماہ طیبہ کو تحریر فرمایا: "۔۔۔ یہاں دارالعلوم میں متعدد حضرات کے نام "ماہ طیبہ" آتا ہے مگر چونکہ عدیم الفرستی کی بنا پر میں ہمیشہ نہیں دیکھ سکتا۔ ایک عزیز کے دکھانے سے بہت دیر کے بعد مسئلہ کتابت طلاق مگرہ نظر سے گزرا کہ طلاق صحیح ہے اور واقع ہو جائیگی... اس کے متعلق محض اظہار حق اور تعلیمات دینیہ کی بنا پر معروض کہ جواب یوں چاہیے "طلاق صحیح نہیں، واقع نہیں ہوئی..." فتاویٰ قاضی خاں، جلد 2، صفحہ 219، خلاصۃ الفتاویٰ جلد 2، صفحہ 91، بحر الرائق عن الخانیہ، جلد 2، صفحہ 246، والیضاعن البرزازیہ، شرح الاشباہ للمحموی عن مجمع الفتاویٰ، صفحہ 567، فتاویٰ عالمگیری، جلد 2، صفحہ 63-64، شامی جلد 2، صفحہ 579 میں ہے: "والنظم له فلو اکره علی ان یکتب طلاق امر اذ ینتہی لا یتعلق..."

نیز شامی علیہ الرحمۃ نے عبارت در المختار کو بحر سے "ان المراد الاکراه علی التلغظ بالطلاق" نقل کر کے مقید فرمادیا... بہر حال شمس وامس کی طرح واضح ہوا کہ حالت اکراه شرعی میں کتابت طلاق کا اعتبار نہیں اور یہی بہار شریعت جلد 8 صفحہ 10 میں ہے لہذا تصحیح فرمادیں... نیز اگر بالفرض طلاق صحیح ہوتی تو لفظ استتہال تب بھی صحیح نہ ہوتا بلکہ "واقع ہو گئی" ہوتا...³² اسی طرح آپ کے فتاویٰ میں مختلف مقامات پر تسامحات پر گرفت کے علاوہ فقہی مسائل پر محاکمات بھی ہیں۔ مثلاً جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے فرائض باجماعت ادا نہ کر سکا، کبیری اور بہار شریعت کے حوالے سے استفتاءات میں وتر باجماعت میں عدم شرکت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ایسے شخص کے بارے و تروں کی جماعت میں شامل ہونے کے جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے قرآن و سنت اور متون فقہ سے دلائل رقم فرمائے۔ مثلاً لکھتے ہیں:

"بلا شک وریب شامل ہو سکتا ہے کہ ایسی جماعت وتر بالاتفاق جائز و مشروع ہے اور جماعت جائز و مشروع کے ساتھ نماز ادا کرنا بحکم قرآن کریم جائز ہے کہ اس جماعت کے نمازی را تعین ہیں۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: "وَادْكُوهَا مَعَ الرَّاٰكِعِیْنَ"³³ یعنی نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔ اور حدیث صحیح میں ہے: "انما جعل الامام لیوتم بہ"³⁴ اور یہ بھی ہے: "وما اور کتم فصلوا وما فاکتم فاکتموا"³⁵ لہذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "الصلوة احسن ما یعمل الناس واذا احسن الناس فاحسن معہم"³⁶

اسی بنا پر معتبرات مذہب مہذب خنفیہ متون و شروح و فتاویٰ و حواشی بالاتفاق ماہ رمضان المبارک میں علی الاطلاق وتر باجماعت ادا کرنے کے جواز و استحباب سے گونج رہے ہیں حالانکہ اگر صرف متون میں ہی ہوتا اور شروح و فتاویٰ میں اس کے خلاف ہوتا تب بھی جائز رہتا

کہ محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ مسئلہ متون، مسئلہ شروح و فتاویٰ سے مقدم ہوتا ہے... چہ جائیکہ سب جواز پر متفق ہیں اور مقابلہ میں صرف قسمستانی ہے، جس کے متعلق علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: "والقسمستانی کجارف سیل وحاطب لیل" ³⁷ العقود الدرۃ صفحہ 356، جلد 2 اور رد المحتار کے رسم المفتی صفحہ 65 ج 1، میں شرح قسمستانی کو غیر مستند قرار دیا اور تصریح فرمائی کہ اس سے فتویٰ دینا جائز ہی نہیں جب تک کہ منقول عنہ کا علم نہ ہو...۔" ³⁸

مولانا قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی صاحب خطیب نیو میمن مسجد (کراچی) نے آپ کو خط لکھا کہ سنا ہے آپ نے بہار شریعت کے بعض مقامات پر اعتراضات کئے ہیں تو وہ کیا ہیں؟ ہم چاہتے ہیں کہ تحدی کی حد تک مندرجات ہوں۔ آپ نے ان کی تحدی والی تعلیٰ پر ناصحانہ انداز سے فہمائش کی اور اپنے بارے لکھا: "باقی بہار شریعت پر اعتراضات تو میری کیا جرات کہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی وہ مقبول تالیف مبارک جو تقریظ مجدد دین و ملت علیہ الرحمۃ سے آراستہ ہو۔ حضرت میں ایک کم علم طالب علم ہوں، ایسی کوئی بات نہیں البتہ بعض مسائل کے متعلق اتفاقیہ کوئی بات ہوئی ہو تو ہو سکتا ہے۔" بعد ازاں انتہائی ادب کے انداز میں آپ نے تین مسائل پر اپنے تعقبات مدلل انداز میں تحریر فرمائے۔ ³⁹

اوصاف مفتی و فقیہ

ایک فقیہ و مفتی میں جن اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے وہ تمام تر آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمۃ ⁴⁰ نے فتاویٰ نوریہ کی تقریب تعارف منعقدہ 4 جون 1980ء بمقام نیشنل سنٹر لاہور میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"مفتی کے لئے چار چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے (1) علمی وسعت، (2) ایمانی فراست (3) دیانت (4) تزکیہ نفس یعنی طہارت ظاہر و باطن۔ یہ چار چیزیں اگر مفتی میں ہیں وہ صحیح معنی میں رہنمائی کر سکتا ہے۔ حضرت فقیہ اعظم میں یہ چاروں تمام و کمال پائی جاتی ہیں۔" ⁴¹

علمی وسعت

فتاویٰ نوریہ کی پانچ ضخیم جلدوں کے مطالعہ سے آپ کے تجرُّ علمی، وسعت مطالعہ، قوت استدلال اور فقہی بصیرت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کے بعض فتاویٰ اعلیٰ ترین تحقیقی مقالات کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ جن میں بیسیوں مآخذ کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔ مثلاً:

عیدین کی نماز کا آخری وقت واقعی نصف النہار حقیقی تک ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت میں ابتداءً چار آیات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ⁴² پھر اس کے بعد چھ احادیث سے اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ ⁴³ پھر معتبر کتب فقہ سے ایک سواٹھائیس (128) سے زائد حوالے دیے گئے ہیں۔ ⁴⁴ طلاق سے متعلق ایک فتویٰ جو پندرہ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں ایک سواٹھارہ سے زائد کتب کے حوالہ جات دیے گئے ہیں

⁴⁵ - قربانی کے جانور کے سینگ سے متعلق ایک فتویٰ جو دس صفحات پر مشتمل ہے، اس میں بیسی حوالہ جات دیے گئے ہیں ⁴⁶۔ دینے کے قربانی سے متعلق دو صفحات پر مشتمل فتویٰ میں چھبیس سے زائد حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ ⁴⁷

فراستِ ایمانی

حضرت مفتی محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمۃ کو اللہ پاک نے فقہی بصیرت کے ساتھ فراستِ ایمانی کی قوتِ ارزانی سے بھی نوازا تھا۔ آپ ایک کامیاب معلم اور عظیم مفتی و مجتہد ہونے کے ساتھ ساتھ ماہرِ نباض بھی تھے۔ انفرادی و اجتماعی خرابیوں پر آپ کی کڑی نظر ہوتی۔ ایک مرتبہ اکثر طلباء نے ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے روزے رکھنا شروع کر دیے سحری و افطاری کا خود انتظام کرنے لگے نتیجہً طلباء کا وقت ضائع ہونے لگا۔ پکا ہوا کھانا ضائع ہو جاتا۔ سحری کی بیداری حصولِ علم میں روکاؤ بننے لگی۔ نیز افطاری کرتے ہوئے مغرب کی جماعت ضائع ہو جاتی۔ بعض طلباء کی طرف سے سحری و افطاری کا مطالبہ ہونے لگا جو انتظامی دشواریوں کی وجہ سے ممکن نہ تھا اس پس منظر میں فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ نے بعد نمازِ عشاء مسجد میں تمام طلباء کو خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں فوائدِ روزہ کے اعتراف کے ساتھ نفسِ امارہ کی خرابیوں سے مطلع فرماتے ہوئے کہا: جو روزہ نفس کی بہیمیت کو ختم کرنے کی بجائے مزید کھانوں کا مطالبہ کرے وہ دراصل نفس کی شرارت ہے۔ شیطان نیکیوں کے پاس نیک، صوفیوں کے پاس صوفی، علماء کے پاس عالم اور عبادت گزاروں کے پاس عابد بن کر آتا ہے اور دھوکہ دیتا ہے چھوٹی نیکی کو مزین کر کے بڑی نیکی سے ہٹاتا ہے۔ نیز فرمایا کہ لوگ تمہارے تعلیمی اخراجات کے عطیات دیتے ہیں۔ تم تحصیلِ علم کی ذمہ داریوں کو چھوڑ کر نفلی روزوں میں مبتلا ہو کر اپنے مقصد کو فراموش کر رہے ہو۔ ⁴⁸

آپ نے ایک حقیقی مفتی و مجتہد کا کردار ادا کرتے ہوئے زمانے کے چیلنج کو بھی قبول کیا اور اپنی ایمانی فراست سے عصری مسائل کا حل قرآن و سنت اور اقوالِ ائمہ و فقہاء کی روشنی میں پیش کیا۔ نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال ⁴⁹، انگریزی اور ہومیو پیتھی ادویات کا استعمال ⁵⁰، جاں بلب مریضوں کے لئے عطیہ خون ⁵¹، کتابتِ نسواں ⁵²، ریل گاڑی ⁵³ اور ہوائی جہاز ⁵⁴ میں نماز، رویتِ ہلال اور ٹی وی، ریڈیو پر اعلانِ چاند ⁵⁵، روزہ کی حالت میں انجکشن ⁵⁶، بلغاریہ اور ڈنمارک وغیرہ میں جہاں سال کے کچھ دن ایسے آتے ہیں جن میں غروبِ آفتاب کے بعد جلد ہی صبح طلوع ہو جاتی ہے اور بعض وہ علاقے (قطب شمالی اور قطب جنوبی) جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہوتی ہے ایسے علاقوں میں نماز روزے اور دیگر تقریبات کے تعین ⁵⁷، حج کے لئے تصویر کا جواز ⁵⁸، گھڑی کا چین ⁵⁹، ایامِ تعطیلات میں تنخواہ لینے کا حکم ⁶⁰، یہودی سلطنت کی نفی اور اس کا رد ⁶¹ وغیرہ جیسے مسائل کا حل آپ کی فراستِ ایمانی اور مجتہدانہ بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

ذیل میں ایک استفتاء پیش کیا جاتا ہے جو آپ کی فقیہانہ بصیرت و فراست کو واضح کر رہا ہے۔ آپ سے سوال کیا گیا: ایسی دو توام (جڑواں) لڑکیاں جو پیدائشی طور پر ان کے کندھے، پہلو کو لہے کی ہڈی تک باہم جڑے ہوں جو جدانہ کی جاسکتی ہوں، کیا ایک مرد کے نکاح میں آسکتی ہیں؟ اگر جواب "ہاں" ہے تو کیا دلیل ہے؟

اگر دو مردوں کے نکاح میں دے دی جائیں تو متعدد دشواریاں ہیں:
کیا ضمانت کہ مرد اپنی منکوحہ سے ہی صنفی تعلقات محدود کر سکے گا؟
ازدواجی تعلقات کے وقت دوسری ضرورت متاثر ہوگی۔
افزائش نسل کے مقصد پر ضرب لگے گی۔
حیا مجروح ہوگی۔

رقیبانہ جذبات پیدا ہوں گے۔

مذکورہ سوالات کے جوابات میں حضرت نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"ایسے نادر الصورۃ بچوں کا پیدا ہونا ہی نہایت نادر ہے۔ پھر عرصہ تک یہ ہیئت کذا سیہ زندہ رہنا غالباً تخیلات شاعرانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ ایسے سوالات اسکاٹ علماء کے لئے وضع کئے جاتے ہیں مگر بفضلہ و کرمہ تعالیٰ شریعت غراء کسی سوال کے جواب سے عاجز نہیں۔ شرعاً ایسی صورت میں نکاح حرام ہے خواہ ایک مرد سے دونوں کا یا ایک معینہ یا غیر معینہ کا یا دو مردوں سے بالتعمین یا بالابہام ہو کہ ہر شق پر کئی حیاء سوز حرکات کا لزوم ہوگا، قرآن کریم فرماتا ہے: "لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ" ⁶² نیز ارشاد ہوا "قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ" ⁶³ رہے وہ فتنے جو جوانی سے لاحق ہوا کرتے ہیں تو ان کا علاج وہی ہے جو قرآن کریم نے تجویز فرمایا اور حدیث شریف نے تشریح فرمائی۔ سورہ نور کا نورانی ارشاد ہے: "وَلَيْسَتَعْظِيفِ الدِّينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ" ⁶⁴ اور حدیث متفق علیہ میں ہے: "ومن لم يستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء" ⁶⁵ تو ان لڑکیوں پر لازم کہ پرہیز اختیار کریں اور بوقت ضرورت روزے رکھا کریں۔" ⁶⁶

تزکیہ نفس

حضرت نعیمی علیہ الرحمۃ کی شخصیت میں اتباع نبوی کا رنگ غالب تھا۔ طبیعت میں سادگی، ظاہر و باطن میں پاکیزگی، حرص و لالچ اور طمع سے نہ صرف دوری بلکہ بیزاری اور مالک کی فرمانبرداری جیسے خصائل و فضائل آپ کی ذات میں نمایاں تھے۔

امانت و دیانت

حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ تقویٰ و ورع کے اس اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ جس کی وجہ سے آپ کا ہر فعل سنت نبوی کے سانچے میں ڈھلا ہوا نظر آتا۔ آپ علیہ الرحمۃ کے حسن امانت سے نبی پاک ﷺ کی امانت کی جھلک نظر آتی تھی۔ اس کی ایک مثال دارالعلوم کے فنڈز سے متعلق آپ کا محتاط رویہ تھا۔ کُرتے کے نیچے آپ کی اندرونی صدیقی کی دو جیبیں تھیں۔ دائیں طرف کی جیب میں دارالعلوم کی رقم رکھتے اور بائیں طرف والی ذاتی رقم کے لئے خاص تھی۔ مدرسہ کے فنڈز کے بارے اس قدر محتاط تھے ضرورت یا مجبوری کے بغیر اصل نوٹوں میں بھی تبدیلی نہ کرتے۔ ایک مرتبہ مدینہ شریف میں کچھ لوگوں نے مدرسہ کے لئے ریال دیے حاجی محمد اسحاق نوری

صاحب نے پانچ سو ریال کے نوٹ کا چینج لینا چاہا تو آپ نے فرمایا یہ دارالعلوم کی رقم ہے اس سے نہیں دیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ ریال کی صورت میں تو یہ پاکستان لے جانا ممکن نہیں۔ آپ نے فرمایا: جب ایئر پورٹ پر چینج کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو آپ بھی لے سکیں گے۔ یعنی مدرسہ کے فنڈز میں کسی طرح کی دخل اندازی گوارا نہ تھی بلکہ ذاتی رقم بھی دارالعلوم پر قربان کر دیتے۔⁶⁷

تقلید جامد سے انحراف

ایک مفتی و مجتہد تقلید جامد کا شکار نہیں ہوتا بلکہ زمان و مکان کے بدلتے تقاضوں کے مطابق معاشرے کی صحیح سمت راہنمائی کرتا ہے۔ حضرت نعیمی علیہ الرحمۃ کا یہ کارنامہ ہے کہ آپ نے اس وقت فقہی ارتقاء کی نئی سمتیں متعین کیں اور استنباط و اجتہاد کے جدید امکانات کی نشاندہی کی جب عام طور پر علمائے کرام تقلید جامد یا شدت احتیاط کی وجہ سے مسائل جدیدہ پر رائے زنی سے احتراز و اجتناب کا رویہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ آپ کا یہ اقدام لائق صد تحسین ہے۔ رسالہ "کتبر الصوت" پر اپنا نقطہ نظر سراج الفقہاء مولانا سراج احمد خاں پوری (م 1972ء)⁶⁸ نے ایک خط میں اس طرح تحریر فرمایا: "۔۔۔ علینا اتباع ماصححوہ و رجوہ کما لو افتونا فی حیا تقم" کی بنا پر بندہ ہر مسئلہ میں تقلید امام اعظم بریلوی علیہ الرحمۃ واجب جانتا ہے کہ وہ کبیر فی العلم تھے۔۔۔"

جواب میں حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ نے تحریر کیا: "۔۔۔ جواباً معروض کہ فقیر بفضلہ و کرمہ تعالیٰ کسی مسئلہ میں اپنی رائے کو اتباع پر مقدم نہیں رکھتا اور مجدد مآۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی جلالت شان کو ماننا اور تصانیف عالیہ سے بہت زیادہ استفادہ کرتا ہے اور حضرت کے رسالہ مبارکہ "اجلی الاعلام بان الفتویٰ علی قول الامام" کی تحقیق کے مطابق تصحیح و ترجیح مشائخ کو ماننا ہوں۔۔۔ میں تو چیز ہی کیا۔۔۔ بڑے بڑے مشائخ و علماء کرام بھی مدعیان اجتہاد نہیں۔۔۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے افتائے عربی سے کسی اہل علم کو منع نہیں فرمایا اور نہ ہی یہ فرمایا کہ جو فتویٰ میری طرف منسوب ہو وہی حق اور واجب الاتباع ہے، بلکہ یہ بھی نہیں فرمایا کہ فرعیات میں میرے فتویٰ کے خلاف کوئی کچھ بول نہیں سکتا، خواہ کتنے بڑے بڑے اشکالات ظاہرہ پیش آئیں، لب ہی نہیں ہلا سکتا اور نہ ہی اہل السنۃ والجماعۃ سے اس کے متعلق اطمینان قلب کے لئے کچھ عرض کر سکتا ہے۔۔۔"⁶⁹

مذکورہ اقتباسات سے واضح ہے کہ ابوالخیر نعیمی علیہ الرحمۃ محققانہ مزاج کے حامل تھے۔ ایک اجتہادی اہلیت رکھنے والے پر یہی لازم ہے کہ وہ اپنے استنباط شدہ مسئلہ پر خود عمل کرے کوئی دوسرا کرے یا نہ کرے۔ آپ کو اللہ پاک نے جو اجتہادی بصیرت و ملکہ عطا فرمایا تھا دلائل کی بنیاد پر آپ نے نہ صرف اسلاف کے بیان شدہ بعض مسائل سے اپنا الگ موقف اختیار کیا بلکہ مسائل عصریہ جدیدہ کے حل میں عقدہ کشائی بھی فرمائی، فتاویٰ نور یہ جس کامنہ بولتا ثبوت ہے۔

ایک مقام پر علماء کو دعوت فکر و عمل دیتے ہوئے درد بھرے انداز میں لکھتے ہیں:

"کیا تازہ حوادث و نوازل کے متعلق احکام شرعی نہیں کہ ہم بالکل "صمٌ بحکم" بن جائیں اور عملاً اغیار کے ان کافرانہ مزعومات کی تصدیق کریں کہ معاذ اللہ اسلام فرسودہ مذہب ہے۔ اس میں روزمرہ ضروریات زندگی کے جدید ترین ہزار ہا تقاضوں کا کوئی حل ہی نہیں

؟"وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ"۔۔۔ مگر بظاہر یہ توقع تمنا کے حدود طے کر نہیں سکتی اور یہی انتشار آزد خیالی کا باعث بن رہا ہے۔ فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ"70

فرقہ واریت سے بیزاری

اہل اسلام کے اضطراب، باہمی آویزش، معاندانہ رویہ اور فرقہ واریت سے آپ علیہ الرحمۃ سخت بیزار تھے۔ مسلمانوں کی اس حالت پر آپ کو سخت قلق تھا۔ چنانچہ اپنے ایک ہونہار شاگرد، مرید، خلیفہ اور مبلغ اسلام حاجی غلام حسین نوری کو اپنے مکتوب محررہ دو مئی 1961ء میں رقمطراز ہیں:

"اس وقت دنیا عجیب دور سے گزر رہی ہے۔ خصوصاً علماء کی عجیب حالت ہے۔ علماء کا آپس میں لڑنا بھڑنا اور ایک دوسرے کی تکفیر و تفلیل و تفسیق۔۔۔ وعظ ہے تو وہ بھی اٹیک اور اعتراض کے رنگ میں یا پھر بعض فرقوں کا خیال کرتے ہوئے کر رہے ہیں اور ضروری مسائل، ارکان اسلام کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔۔۔ یہ عجیب بات ہے۔۔۔"71

بلا تحقیق جواب سے احتیاط

مفتی و فقیہ کے اوصاف میں یہ بھی ہے کہ وہ تحقیق کے بغیر جواب نہیں دیتا اور نہ ہی عذر خواہی کو اپنی قصر نشان سمجھتا ہے۔ یہ عجز و انکسار کا پہلو حضرت فقیہ اعظم کی ذات عالی میں موجود تھا۔ آپ اپنے فتاویٰ میں تحقیق کا حق ادا کرتے۔ اگر کسی مسئلہ میں تحقیقی پہلو تشنہ ہوتا تو جواب سے پہلو تہی کرتے۔ چنانچہ ایک استفتاء میں مدرسہ احیاء العلوم بوریاوالہ کے مہتمم مولانا عبدالعزیز صاحب نے تین سوالات کے جواب طلب کئے:

1- قربانی کا جانور، بھیڑ اور دنبہ چکی والا تینوں کے لئے۔۔۔ ایک سال کا ہونا ضروری ہے یا کہ کسی ایک کا سال سے کم ہونا بھی کافی ہے؟

2- ریڈیو کا اعلان جب کہ حکومت اسلامیہ کی طرف سے کرایا جائے تو کیا رؤیت ہلال میں یہ اعلان معتبر ہوگا یا نہیں؟

3- امام اگر لاؤڈ سپیکر سامنے رکھ کر نماز پڑھائے۔۔۔ تو کیا مقتدیوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟
حضرت نعیمی علیہ الرحمۃ نے پہلے دو سوالات کے جوابات تحریر فرمائے اور تیسرے سوال کے جواب میں تحریر کیا: "واللہ تعالیٰ اعلم"۔۔۔ بعد ازاں تیسرے سوال پر جب تحقیق مکمل ہوئی تو آپ نے ایک رسالہ "مکتبہ الصوت" جواب میں تحریر فرمادیا۔72

نتائج

- (1) اللہ پاک نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء و رسل بھیجے، خاتم النبیین کی تشریف آوری کے بعد فریضہ تبلیغ دین کا کام امتِ مصطفیٰ کے علماء و صلحاء کو تفویض کر دیا گیا۔ اس قافلہ کے کامل افراد میں سے ایک فرد کامل فقیہ العصر حضرت مولانا محمد نور اللہ نعیمی قادری قدس سرہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی فقہی بصیرت سے ایک زمانے کو مستنیر و مستفیض کیا۔
- (2) علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ نے فقیہ کے جو اوصاف بیان کئے ہیں، حضرت مفتی محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمۃ ان کے کامل مصداق تھے۔
- (3) دنیا سے بے رغبتی اور ذوقِ عبادت سنّ شعور سے ہی، اللہ پاک نے آپ کو ودیعت فرمادیئے تھے۔
- (4) حضرت نعیمی علیہ الرحمۃ تقویٰ کے مراتب علیاء پر فائز تھے۔ آپ کا ہر قول و عمل سنت رسول کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔
- (5) حضرت نعیمی علیہ الرحمۃ نے خدا داد دینی بصیرت سے زمانے کے تغیرات کو سمجھا اور پھر مسائلِ جدیدہ میں صحیح سمت اہل زمانہ کی راہنمائی کی۔
- (6) آپ نے دنیاوی اغراض و مقاصد اور لالچ سے دور رہتے ہوئے دینی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔ استغناء و توکل کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کبھی کسی سے مال و زر کا مطالبہ نہیں کیا۔
- (7) آپ نے ساری زندگی فتویٰ نویسی کے فرائض للہیت اور خدمتِ خلق کے لئے انجام دیے۔ اس کام کو کبھی بھی آپ نے جلبِ زر اور طلبِ دنیا کا ذریعہ نہیں بنایا۔
- (8) فقہی جزئیات پر آپ کی گہری نظر تھی۔ استنباطِ احکام میں اعتدال و احتیاط کی راہ پر گامزن تھے۔ عوام کے لئے مسائل میں آسانی کی راہ تلاش کرتے مگر اپنا عمل تقویٰ و عزیمت پر مبنی ہوتا۔
- (9) ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک مصلح کے طور پر اکابر علماء کے تسامحات کی نشاندہی فرماتے اور اصلاح کرتے۔
- (10) فتاویٰ نوریہ مفتی محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمۃ کی علمی وسعت، قوتِ استدلال اور فقہی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بعض فتاویٰ تو اعلیٰ ترین تحقیقی مقالات کے معیار پر پورے اترتے ہیں جن میں بیسیوں مآخذ کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔
- (11) حضرت نعیمی علیہ الرحمۃ فرستِ ایمانی سے اپنے تلامذہ و مریدین اور متعلقین کے احوال پر مطلع ہو کر ان کے احوال کی اصلاح فرماتے۔
- (12) آپ نے ایک عظیم مجتہد کا کردار ادا کرتے ہوئے زمانے کے چیلنج کو قبول کیا اور اپنی ایمانی فراست سے عصری مسائل کا حل قرآن و سنت اور اقوالِ ائمہ و فقہاء کی روشنی میں پیش کیا۔
- (13) آپ حرص و لالچ اور حبِ دنیا سے پاک اور تقویٰ و ورع کے اس اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ جس کی وجہ سے آپ کا ہر ہر فعل سنتِ نبوی کے سانچے میں ڈھلا ہوا نظر آتا تھا۔

- (14)۔ حق گوئی اور تقلیدِ جامد سے انحراف آپ کی شخصیت کے نمایاں اوصاف تھے۔ اس لئے آپ نے نہ صرف اسلاف کے بیان شدہ بعض مسائل سے اپنا الگ موقف اختیار کیا بلکہ مسائلِ عصریہ جدیدہ کے حل میں عقدہ کشائی بھی فرمائی۔
- (15)۔ فرقہ واریت سے آپ کی طبیعت نفور تھی۔
- (16)۔ اپنے فتاویٰ میں آپ تحقیق کا حق ادا کرتے، اگر کسی مسئلہ میں تحقیقی پہلو تشنہ ہوتا تو جواب سے پہلو تہی کرتے۔

References

- 1۔ آل عمران، 3: 104
- 2۔ اللہ پاک کے ہاں زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر دوام ہوا گرچہ وہ مقدار میں کم ہی ہو۔ (بخاری، محمد بن اسماعیل (م 256ھ) صحیح بخاری حدیث نمبر: 6464، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى 1422ھ)
- 3۔ ملامت کرنے والے کی ملامت سے وہ خوفزدہ نہیں ہوتے (المائدہ، 5: 54)
- 4۔ ان کے دلوں میں اللہ پاک نے ایمان نقش فرمادیا ہے۔ (المجادلہ، 58: 22)
- 5۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے کلمہ پر استقامت عطا فرمادی (الفتح، 48: 26)
- 6۔ (مومن کی فراست سے بچو) وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (معمر بن راشد (م 153ھ) جامع معمر بن راشد، 451/10، حدیث نمبر: 19674، المجلس العلمی پاکستان، طبع ثانیہ، 1403ھ / ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ (م 279ھ) سنن الترمذی، 298/5، حدیث نمبر: 3127، باب ومن سورۃ الحجر، مصطفیٰ البانی الجلبی، مصر، 1975ء)
- 7۔ الفقیہ علی معرفۃ استنباط الاحکام الشرعیۃ الفرعیۃ من ادلتھا التفصیلیۃ (الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ (م 790ھ) الموافقات، 2/1، دار ابن عوفان، 1997ء)
- 8۔ ابن عابدین شامی، سید محمد امین (م 1252ھ) رد المحتار، 38/1، دار الفکر، بیروت، 1412ھ
- 9۔ صوفی محمد علی نوری، حضرت فقیہ اعظم کے مرید اور تلمیذ رشید آٹھ سال دارالعلوم میں زیر تعلیم رہے۔ پانچ سال تک انہیں حضرت کامسواک بردار اور کپڑے دھونے کی سعادت میسر رہی۔ (صوفی، محمد علی نوری (انوار تقویٰ) ماہنامہ نور الجلیب (فقیہ اعظم نمبر) 167، جلد: 4، شمارہ: 1، 2، جنوری، فروری، 1992ء، انجمن حزب الرحمن، شعبہ تبلیغ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور)
- 10۔ مرجع سابق، 167

- 11- نوری، محمد محب اللہ نوری، انوار مکتوبات فقیر اعظم، 12، فقیہ اعظم پہلی کیشنز، بصیر پور، 2107ء/صدر صاحب، انوار حیات، 33
- 12- مرزا محمد ایوب، (عنوان: صاحب تقویٰ)، ماہنامہ نور الحیب، (فقیہ اعظم نمبر) 71
- 13- مولانا محمد منشاؤ تابش قصوری بن میاں اللہ دین سیالوی 1944ء کو موضع ہری پور ضلع قصور میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید گھر پر پڑھا۔ 1956ء میں میٹرک کیا۔ 1377ھ میں دارالعلوم بصیر پور داخلہ لیا، 1385ھ میں درس نظامی کی تکمیل پر سند فراغت اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ شاعر و ادیب اور بہت سی کتب کے مصنف، مرتب اور مترجم ہیں۔ شعبہ تبلیغ انجمن حزب الرحمان بصیر پور کے ادارتی بورڈ میں شامل ہیں اور جامعہ نظامیہ لاہور میں شعبہ فارسی کے مدرس ہیں۔ (مرجع سابق، 164)
- 14- مرجع سابق، 25
- 15- حضرت علامہ مولانا میاں علی محمد المعروف بسی شریف والے سلسلہ چشتیہ کے عظیم بزرگ، پاکپتن زندگی بسر کی، وسیع حلقہ ارادت رکھتے تھے۔ علم دوست تھے اور پابند شرع تھے۔ آپ کا مزار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے احاطہ میں ہے۔ (مقالہ نگار)
- 16- حضرت مولانا خواجہ غلام حسین سیدی بن خواجہ حافظ عبدالحق بن حافظ خواجہ فیض بخش، آپ کے جد امجد خواجہ شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے۔ 1938ء میں مڈل پاس کیا، پھر درس نظامی کی تکمیل کے لئے فرید پور جاگیر میں حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ کی شاگردی اختیار کی۔ 1946ء میں سند فراغت حاصل کرنے کے بعد "مدرسہ سلیمانیہ فیضیہ" کی بنیاد اپنے آبائی گاؤں کری والا میں رکھی۔ مختلف مدارس میں تدریسی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ شریعت و طریقت تقویٰ و طہارت اور فقر و وریشی میں یادگار اسلاف تھے۔ عالم باعمل شب زندہ دار، خلوص و مروت اور مہر و محبت کا پیکر تھے۔ انیس ربیع الاول 1416ھ/سترہ اگست 1995ء جمعرات کی شام راہی ملک بقا ہوئے۔ (نوری، حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، 262، 263)
- 17- سیدی، خواجہ غلام حسین، (کمال تقویٰ اور فقیہ اعظم) ماہنامہ نور الحیب (فقیہ اعظم نمبر) 152
- 18- سیدی، مرجع سابق، 158
- 19- صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ ممتاز روحانی، علمی، ادبی اور سیاسی شخصیت تھے۔ 1911ء کو آلومہار ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ فارسی عربی کی ابتدائی کتب کے بعد عصری علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنے والدِ مکرم سید محمد حسین شاہ سے بیعت ہوئے اور روحانی تربیت پائی۔ ان کے وصال کے بعد 1933ء میں آستانہ عالیہ امینیہ کے سجادہ نشین بنے۔ فصیح و بلیغ خطیب تھے۔ ایام شباب میں مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی ہند میں بھرپور حصہ لیا اور قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار سے علیحدہ ہو کر جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہوئے۔ 1961ء میں جمعیت کے صدر بنے۔ تین فروری 1984ء کو آپ کا وصال ہوا۔ (نوری، انوار مکتوبات فقیر اعظم، 144، 145)
- 20- چلتی گاڑی میں نماز کے جواز پر پانچ آیات قرآنیہ سے استدلال و استشہاد کیا گیا ہے۔ (دیکھئے: فتاویٰ نوریہ، 208/1-212) نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کے جواز پر بتکرار باون آیات اور سینتیس (37) احادیث مبارکہ سے استدلال و استشہاد کیا گیا ہے۔ (دیکھئے: فتاویٰ نوریہ، 363/1-455)

(ریڈیو پر اعلان چاند کے معتبر ہونے پر دو آیات سے استدلال کیا گیا ہے۔ اور ضرورت مند بالخصوص مجاہدین کے لئے عطیہ خون دینے کے جواز پر پانچ آیات سے استدلال کیا گیا ہے۔ (دیکھئے: فتاویٰ نوریہ، 562/2-568)

21۔ نوری، انوار مکتوبات فقیر اعظم، 134

22۔ خلیل احمد نوری، پروفیسر، مشاہدات و تاثرات، 56، فقیر اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور 2013ء

23۔ مدنی، حافظ رحمت علی، عنوان: (مزدلفہ میں صدقہ) ماہنامہ نور الحیب (فقیر اعظم نمبر) 201

24۔ مرجع سابق، 52

25۔ دیکھئے: فتاویٰ نوریہ، 519/1-521

26۔ نوری، انوار مکتوبات فقیر اعظم، 107

27۔ حضرت علامہ الشاہ محمد عارف اللہ قادری اہل سنت کے نامور خطیب 1913ء میں یوپی کے شہر میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ علمی خانوادے سے تعلق تھا۔ ان کے والد شاہ حبیب اللہ قادری اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز تھے۔ 1953ء اور 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ اندرون و بیرون ملک بے شمار تبلیغی سفر کئے۔ اٹھائیس فروری 1979ء کو راولپنڈی میں وصال فرمایا۔ (مرجع سابق، 162)

28۔ حضرت مفتی سید مسعود علی قادری 1909ء میں یوپی میں پیدا ہوئے۔ مارہرہ شریف علی گڑھ اور رام پور وغیرہ میں دینی تعلیم حاصل کی۔ 1951ء میں پاکستان آئے اور مدرسہ "انوار العلوم" ملتان تدریس و افتاء کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ 1971ء میں علالت کی بنیاد پر کراچی منتقل ہو گئے۔ ان کے بڑے صاحبزادے عالمی مبلغ سید سعادت علی قادری متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ چھوٹے صاحبزادے ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری بلند پایہ عالم دین مصنف اور وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس تھے۔ انہوں نے نو فروری 1973ء کو وفات پائی۔ (مرجع سابق، 163)

29۔ نعیمی، فتاویٰ نوریہ، 187/1

30۔ استفتاء میں عیسائیوں کی ایک کمپنی (پاکستان موضع کھوڑ میں انک آئل کمپنی) کا ذکر ہے جو اپنے ملازمین سے کئے گئے وعدہ کی بنیاد پر تعمیر مسجد کے لئے رقم دینا چاہتی تھی۔ (مقالہ نگار)

31۔ مرجع سابق، 188/1

32۔ نوری، انوار مکتوبات فقیر اعظم، 126، 127/دیکھئے: فتاویٰ نوریہ، 153/3-160

33۔ البقرة، 43:2

34۔ بخاری، محمد بن اسماعیل (م 259ھ) الصحیح البخاری، 85/1، حدیث نمبر: 378، باب الصلوٰۃ فی السطوح والمنبر والخشب ...

35۔ مرجع سابق، 129/1، حدیث نمبر: 635، باب قول الرجل: فانتنا الصلوۃ ...

- 36۔ مرجع سابق، 141/1، حدیث نمبر: 695، باب امامۃ المفتون والمبتدع۔۔۔
- 37۔ لکھنوی، محمد عبدالجہ، (م 1304ھ) عمدۃ الرعاۃ، تحشیہ شرح الوقاۃ، 48/1، مرکز العلماء العالمی للدراسات
- 38۔ نعیمی، فتاویٰ نوریہ، 560، 559/1
- 39۔ سیالوی، محمد اشرف (عنوان: مجمع البحرین) ماہنامہ 'نور الحیب' (فقہ اعظم نمبر) 283
- 40۔ مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمۃ، حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے شاگرد خاص، قابل مدرس، اور معقول و منقول پر کامل دسترس رکھنے والے تھے۔ جامعہ نعیمیہ (برائے طلبہ) اور جامعہ سراجیہ (برائے طالبات) لاہور کے بانی تھے۔ مارچ 1988ء میں وصال ہوا۔ (نوری، حضرت فقہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، 418، 419)
- 41۔ نوری، (عنوان: حیات مبارک) فتاویٰ نوریہ، 46/3، اشاعت ستمبر 1983ء
- 42۔ نعیمی، فتاویٰ نوریہ، 240، 239/1
- 43۔ مرجع سابق، 248-241/1
- 44۔ مرجع سابق، 264-248/1
- 45۔ مرجع سابق، 236-222/3
- 46۔ مرجع سابق، 480-471/3
- 47۔ مرجع سابق، 465، 464/3
- 48۔ خلیل احمد نوری، پروفیسر، (عنوان: فقہ اعظم کا نظریہ تربیت اور طریق کار) ماہنامہ نور الحیب (فقہ اعظم نمبر) 60
- 49۔ نعیمی، فتاویٰ نوریہ، 455-363/1
- 50۔ مرجع سابق، 580-568/3
- 51۔ مرجع سابق، 568-562/2
- 52۔ مرجع سابق، 561-535/3
- 53۔ مرجع سابق، 212-208/1
- 54۔ مرجع سابق، 628/3
- 55۔ مرجع سابق، 266-241/2
- 56۔ مرجع سابق، 235-215/2

- 57- مرجع سابق، 177/2-199
- 58- مرجع سابق، 302/2-305
- 59- مرجع سابق، 1/519
- 60- مرجع سابق، 3/619
- 61- مرجع سابق، 5/191-199
- 62- اور مت نزدیک جاؤ بے حیائی کی باتوں کے (الانعام، 6:152)
- 63- آپ فرمائیے کہ بے شک حرام کر دیا ہے میرے رب نے بے حیائیوں کو جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔ (الاعراف، 7:33)
- 64- اور چاہیے کہ پاک دامن بنے رہیں وہ لوگ جو نہیں پاتے شادی کرنے کی قدرت یہاں تک کہ غنی کر دے انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے (النور 33:24)
- 65- جو (نکاح کی) طاقت نہیں رکھتا اس پر لازم ہے کہ روزے رکھے پس بے شک یہ اس کے لئے اندھا کنواں ہے۔ (بخاری، صحیح بخاری، 3/7، حدیث نمبر: 5065، باب قول النبی ﷺ من استطاع مکمل الباء فلیتزوج)
- 66- نعیمی، فتاویٰ نوریہ، 2/451
- 67- خلیل احمد نوری، مشاہدات و تاثرات، 56
- 68- سراج الفقہاء مولانا سراج الدین بن مولانا احمد یار بن مولانا محمد عالم فن میراث میں ماہر عالم دین تھے۔ 1303ھ کو خان پور کے مضافاتی قصبہ مکھن بیلہ میں ولادت ہوئی۔ ستر سال مسند تدریس پر براجمان رہے۔ الزبدۃ السراجیہ آپ کی معروف تصنیف ہے۔ بارہ دسمبر 1972ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ (نوری، انوار مکتوبات فقہیہ اعظم، 142)
- 69- مرجع سابق، 138
- 70- نعیمی، فتاویٰ نوریہ، 3/533
- 71- نوری، حضرت فقہیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، 492
- 72- نعیمی فتاویٰ نوریہ، 3/452-455